ربیع الاوّل

فخر موجودات و ہادی کائنات امام وختم الرسل سیدنا ومولانا محمد ﷺ کی ولادت 9 ربیع الاول کی سہانی صبح صادق کے وقت ہوئی۔ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی آمنہ نے خواب میں اپنے دامن سے ایک روشنی نکلتے دیکھی جو اتنی تیز تھی کہ اس کی لو میں شام کے محلات کے کنگرے نظر آئے۔ یہ قبل از ولادت کے زمانے کا واقعہ ہے۔ شکمِ مادر سے منصۂ شہود پر ظہور پذیر ہوئے تو کبھی نہ بجھنے والا آتش کدہ فارس ٹھنڈا ہوگیا اور قیصر وکسریٰ کے کاخ وایوان کے برج زمین بوس ہوگئے۔ شیاطین پر ملأ اعلیٰ کے تمام رخنے بند ہوگئے جن سے وہ کبھی عالمِ بالا کے سن گن لے لیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ کے یہ معجزات، حضور اقدس ﷺ کی ولادت کے پس وپیش اس لئے دکھائے تھے کہ علمائے یہود ونصاریٰ جو تورات وانجیل کے حامل تھے اور منتظر تھے کہ ان کی کتب میں جس آخری نبی کی بعثت کا مہتم بالشان ذکر آیا ہے کب اور کہاں مبعوث ہوتا ہے کیونکہ اس کی پیدائش کے زمانہ کی نشانیاں ظاہر ہو چکی تھیں۔

یہ وہ دور تھا جب دنیا میں دو زبردست سلطنتیں...... رومی وعجمی اپنے نصف النہار پر تھیں اور ان کی تہذیبیں، متمدن کہلاتی تھیں جبکہ حقیقت یہ تھی کہ تہذیب، شائستگی اور انسانیت کو ان دو بڑی نام نہاد تہذیبوں نے لہولہان کر رکھا تھا۔ شرک کا ذکر کیا کرنا، کیونکہ رومی سلطنت زنادقہ کی حکومت تھی اور عجمی شہنشاہت آگ کی پجاری تھی۔ جہاں وجودِ باری تعالیٰ کا تصور ناپید تھا وہاں شرک کہاں ہوتا۔ ظلم وجور کی صدیوں پر محیط ایک رات تھی جس میں انسانیت ماتم کناں تھی اور پیدا کرنے والی ذاتِ پاک کو اپنی نجات کیلئے پکارتی تھی اور پھر ایک دن رحمتِ الٰہیہ کے بحرِ ناپیدا کنار میں جوش کی ایک لہر اٹھی اور اپنے ساتھ ایک دریتیم کو اٹھا لائی جسے 9 ربیع الاول کے دن صبح صادق کے سہانے لمحات میں بی بی آمنہ کی جھولی میں ڈال دیا اور انسانیت فرطِ مسرت سے جھوم اٹھی کہ آخر اس کے نالوں کا جواب غیاث المستغیثین کے دربارِ عالیہ سے مل گیا۔ دادا نے محمد ﷺ کے

نامِ گرامی سے موسوم کیا اور عرش پر ان کا نام مبارک احمد ﷺ ہوا۔ پھر یہ درّ یتیم ماں کی گود سے نکل کر حلیمہ سعدیہ کی جھولی میں چلا گیا کہ صحرائی فضا میں خوب پرورش پائے اور بدوی معاشرت میں رہ کر عربستان کا صحیح لہجہ، صحیح روزمرہ اور صحیح محاورہ سیکھے فطرتِ الٰہیہ اسے ہر لحاظ سے تراش کر تیار کر رہی تھی کہ جب وہ غارِ حرا سے بعثت پا کر باہر نکلے تو فصحائے عرب اس کی زبان دانی پر اور اس کی بے داغ جوانی پر عش عش کر اٹھے اور اس کی صداقت و امانت اور عصمت ولبادت پر گواہی دیں اور اس کی نبوت کے دعویٰ پر عقلی طور پر کوئی اعتراض نہ کر سکے کیونکہ جو شخص چالیس سال تک ان کے درمیان رہا، جس نے ان کے اندر رہ کر شادی کی۔ گھر بسایا، تجارت کی اور چالیس سال تک لوگوں کی امانتیں صحیح و سالم لوٹاتا رہا ممکن ہی نہ تھا کہ وہ ایک دن اٹھ کر نبی ہونے کا دعویٰ کر دیتا جبکہ حقیقت میں وہ نبی نہ ہوتا۔

حضور اقدس ﷺ نے اپنے دعوائے نبوت کی بنیاد اپنی مشہور و معلوم اور مسلمہ صداقت و امانت پر رکھی جس کے جواب میں اہل مکہ نے آپ کو صادق اور امین تسلیم کیا۔ سیرتِ محمدی ﷺ جسے امت کیلئے اسوۂ حسنہ قرار دیا گیا، صدق وصفا، پارسائی، حلم وشرافت، برداشت، چٹانوں جتنی استقامت آسمانوں جتنی رفعت شیروں جتنی شجاعت اور شاہینوں جیسی بلند پروازی کا حسین مرقع تھی۔ اب ہمیں دیکھنا چاہیے کہ بحیثیت مسلمان ہم نے کہاں تک اس اسوۂ کامل سے استفادہ کیا ہے اور کس حد تک ان اوصافِ حمیدہ کو اپنایا ہے جو سیرتِ نبوی کا جوہر ہیں۔ اپنے پیارے نبیؐ سے محبت کا عملی ثبوت کس قدر دیا ہے۔ یہ دعوائے محبت زبانی نہیں بلکہ عملی ہونا واجب تھا جیسا کہ خود نبی ﷺ نے فرما دیا تھا کہ میری سنت سے محبت اور اس پر عمل کے بغیر مجھ سے محبت نہیں ہو سکتی۔ حضور اقدس ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت میں یہ تمام اوصاف بدرجہ اتم سمو دیئے تھے۔ حضور اقدس ﷺ مزکی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مزکّٰی تھے۔ یہ جماعت صداقت، امانت اور شجاعت کا وہ نمونہ تھی جسے قرآن نے کافروں پر سخت گیر اور مسلمانوں پر رحیم کہا ہے۔ یہ وہ مصفّٰی گروہ تھا جسے قرآن سے پہلے تورات اور انجیل میں مذکور کر دیا گیا تھا اور یہ ذکر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی نشانیوں کے ساتھ تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی پیشانیوں پر نشانِ سجدہ کا نور برستا تھا۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ صداقت و امانت جس سے ہمیں جہانوں کی امامت ملی تھی ہمارے قومی کردار میں کوئی عمل دخل رکھتی ہیں اور کیا ہماری پیشانیاں سیمائے سجدہ کے نور سے تاباں ہیں۔ صداقت و امانت کا فقدان اس حد تک بڑھ گیا ہے کہ کاذب اور خائن حکومتوں پر ہی نہیں، دفتروں پر ہی نہیں بلکہ بازاروں اور منڈیوں پر بھی قابض ہیں۔ بازارِ سیاست میں جھوٹ کا چلن ہے اور یہ شعبہ اس

حدتک بے وقار ہو گیا ہے کہ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے ممبران جعلی ڈگریوں کے بل پر کامیاب ہو کر بھی صادق وامین کا دعویٰ کرتے ہیں۔ دیکھنا چاہیے کہ صادق وامین نبی کے نام لیوا صداقت وامانت کے درجہ سے کس پستی میں گر گئے ہیں۔ رافت و رحمت کے پیکر نبی جنہیں رحمۃ للعالمین ﷺ کا تاج پہنا کر مبعوث کیا گیا تھا، ان کے امتی "رحماء بینھم" کے آسمانی خطاب کی سند گنوا کر خونِ مسلم پیتے اور اپنی خون آشامی کو عینِ اسلام گردانتے ہیں۔

نبی ﷺ کے محبّ، محبتِ نبی کو عشق نبی ﷺ سے بدل بیٹھے ہیں اور عشق کی روائتی سرگرانی میں شریعتِ اسلام کے تمام بندھن توڑ کر تھیا تھیا کر رہے ہیں۔ شریعتِ اسلام کے مقابلے میں تصوف کو لا کھڑا کیا ہے۔ بعثتِ نبی ﷺ کے عظیم احسان و امتنانِ ربانی کے مقاصد کو بھلا کر میلاد النبی تک محدود ہو کر رہ گئے ہیں۔ ولادت باسعادتِ پیغمبر بلاشبہ وہ نقطہ آغاز ہے جس کا اتمام بعثتِ نبوی پر ہوا مگر یہ عشاق ولادت منانے میں اس حد تک چلے گئے کہ مقاصد بعثت ہی فراموش کر بیٹھے۔ عشق نبی ﷺ کے نام پر ہزاروں دربار کھڑے کیے گئے اور ہزاروں لوگوں نے تصوف کے خرقۂ سالوس میں بندگان الٰہیہ کو اپنے ان درباروں میں لا کھڑا کیا۔ حالانکہ نبی ﷺ داعیًا الی اللہ تھے۔ آپ ﷺ بندوں کو دربارِ الٰہیہ میں کھڑا کر کے گئے تھے اور ان عشاق نے بندوں کو وہاں سے نکال کر اپنے درباروں میں کھڑا کر لیا اور اپنی مزعومہ ولایت کو "جنگ بازار" کا اشتہار بنا دیا۔ اللہ اور بندوں کے درمیان خود وسیلہ بن بیٹھے۔ اللہ کے قرب کے راستے اپنے درباروں میں سے گزارنے لگے۔ یہ ہیں وہ اسباب جن کے تحت ہم سے دنیا کی امامت چھینی گئی اور قبلۂ اوّل ہم سے چھین کر یہود کو دے دیا گیا مگر کسی کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی اور کسی نے بھی علما نہ صلحا، پیر نہ مرید، امام نہ مقتدی، حکومت نہ پبلک کو احساسِ زیاں ہوا اور نہ تلافی مافات کی کوئی خلش کسی دل میں پیدا ہوئی۔

اب اس کا علاج کیا ہے۔ اول توبہ اور دوم دامنِ اسلام کے سایۂ رحمت میں مکمل واپسی! اگر مگر کی گنجائش نہیں ہے۔ اقتدار اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے۔ وہ کچھ مہلت تو دیتا ہے۔ مثلاً روس دنیا میں سُپر پاور تھا۔ کمیونزم کو پنپنے، پھولنے کی اللہ نے مہلت دی اور آخر کار اس کی طنابیں کھینچ لیں۔ یہی حال جلد یا بدیر امریکہ کا ہونے والا ہے مگر ان سپریم پاورس کی پسپائی کے بعد ہماری کسی بھی ترقی کا کوئی امکان نہیں۔ ان کی پسپائی سے پیدا ہونے والے خلا کو کوئی اور پاور پورا کرے گی۔ ہمارے مستقبل کی روشنی صرف اور صرف کلی طور پر اسلام میں داخل ہونا ہے۔ یہ مراجعت الی الاسلام سب سے پہلے علما اور صلحا کو کرنا ہو گی۔ کسی رند کا یہ کہنا بھی قابلِ

توجہ ہے۔ ''اللہ اسلام کو مسلمانوں سے بچائے'' یہ مسلمانانِ عالم پر بڑا دلچسپ تبصرہ ہے۔ ہم ایسی قوم ثابت ہوئے ہیں کہ جس نے اس اسلام کو مغلوب کر دیا جسے اللہ نے باطل پر غالب کر کے ہمارے سپرد کیا تھا۔

صدر اور سود

صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان نے علما سے استدعا کی ہے کہ ہاؤس بلڈنگ کارپوریشن کے سودی قرض کے جواز کے لیے کوئی گنجائش پیدا کریں تا کہ غریب عوام اپنے گھر بنا سکیں۔ ہم یہ بیان پڑھ کر پہلے روئے اور پھر ہنسے کہ مسلمان ملک کے مسلمان صدر نے کیا کہہ دیا۔ روئے اس لئے کہ صدر کے جی میں غربا کی محبت کیا اٹھی کہ جس کا تقاضا سود کی حلت بنا اور ہنسے اس لئے کہ علما کے پاس اللہ کے حرام کردہ سود کو حلال کر دینے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔

اس وضاحت کے بعد ہم یہ کہیں گے کہ پاکستان کو غریب ملک کہنا ہی سرے سے غلط ہے۔ یہ غریب نہیں تھا اسے غریب کیا گیا ہے۔ رہا یہ کہ یہ جرم کس نے کیا ہے تو اس کا بیان طویل ہے اور ہر بندے کی زبان پر ہے ہم اس فردِ جرم کو مختصر کرتے ہوئے یوں عرض کرتے ہیں کہ اس کا ارتکاب سیاستدانوں، سرکاری اہلکاروں، صنعت کاروں، تاجروں اور بنکوں نے کیا ہے۔

صدر مملکت بڑے بھولپن کا شکار ہیں اور غریبوں کے نام پر سود کی حلت چاہتے ہیں۔ شاید ان پر یہ حقیقت عیاں نہیں کہ اللہ سود کو مٹاتا ہے۔ جسے اللہ مٹاتا ہے اس کی مدد سے غریبوں کے گھر تعمیر نہیں ہو سکتے۔ ایسے گھروں کو اللہ گرا دے گا اور غریب پھر چھت کے بغیر ہی رہیں گے۔ سود، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف جنگ ہے اور یہ جنگ کوئی امیر نہ غریب جیت سکتا ہے ہماری حکومتوں اور ہمارے تاجروں اور صنعت کاروں نے سود کی جتنی ممکنہ صورتیں ممکن تھیں ملکی یا بین الاقوامی ان کے مہاجنی اداروں سے سودی قرضے لئے مگر انجام صدر کے سامنے ہے کہ ہماری معیشت کا دیوالیہ نکل گیا اور ہم غربت کے قعرِ مذلت میں گر چکے ہیں جہاں سے نکلنے کی ہر تدبیر ناکام، اور نہنگ فقر اپنے سخت گیر جبڑوں میں ہمیں جکڑے روز بروز گہرائی میں لئے جا رہا ہے۔ سودی قرضے لے کر ہم نے جو کچھ بنایا وہ ہمارے لئے وبالِ جان بن گیا اور ہماری معیشت کو چاٹ گیا جبھی تو ہم ان سے جان چھڑانے کیلئے نجکاری کا حیلہ برت رہے ہیں۔ آخری وار پی۔ آئی۔ اے اور واپڈا پر کیا جانے والا ہے۔ ملکی اور غیر ملکی مہاجن اور مہاجنی ادارے ہمارے ان قومی اثاثہ جات پر دانداںِ آز تیز کر